



اسلام اور مغربی تہذیب، ڈاکٹر محمود احمد غازی کے علمی افکار کا ایک تجزیاتی مطالعہ

## ISLAM & WESTERN CIVILIZATION IN DR. MAHMOOD AHMED GHAZI, AN ANALYTICAL STUDY

**Dr. Tayyaba Razzaq**

Lecture Visiting Faculty, Sheikh Zyed Islamic Center,  
University of the Punjab, Lahore Pakistan

**Dr. Naveed Altaf Khan**

Lecturer, Dept. of Shariah, Faculty of Shariah & Law,  
Interantional Islamic University Islamabad, Pakistan

### Abstract

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi was a renowned Muslim scholar. He has expertised in the non-partial analysis of the contemporary culture & civilization of Muslim world. He has great command in the discipline of Quranic Sciences, Seerah of Propehet Muhammad (PBUH), Islamic law and jurisprudence. Infect Islamic civilization represents unity, integrity and it is compatible with the requirements of innovation. Islamic civilization has created an unprecedented effect on immigrant civilizations due to their political & military headship.

The study revealed that Dr Ghazi presented backgrounds, cultural conflicts, and complications of most powerful civilizations in the history; Islamic and western civilization very comprehensively . The importance of this research study further increased when the late twentieth century's proved to be temporary fascinated by the ideology of modernism; the end of history, the Fuko Yama etc. Furthermore, the efforts of the East and West ideologies clashed & collapse, as the ideology being discussed in academic circles with different and even clashing point of views. It is an impression that vast majority of West has created misconception due to malicious or less knowledge about Islam. These two civilizations need to clarify these elements on one side, maintain their individuality, on the other hand, need to free from all kinds of misconceptions, create peace, mutual tolerance, human rights supremacy and interfaith peace& harmony.

**Keywords;** civilization, interfaith harmony, cultural conflicts, modernism

### تعارف:

ڈاکٹر محمود احمد غازی جدید اسلامی فکر کے حامل مسلم دنیا کے مسائل کا غیر جانب دارانہ مطالعہ اور تجزیہ کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھنے والے بلند پایہ علمی و فکری شخصیت تھے۔ نیز آپ کی شریعت، قرآنی علوم، سیرت نگاری، اسلامی قانون، فقہ اور قواعد فقہیہ پر عمیق نظر تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے تہذیبی رویوں اور اس کے اثرات سے خوب آگاہ تھے۔ موصوف نے متعدد مگر منفرد کتب اور تحقیقی و تجزیاتی مقالات تحریر فرمائے۔ ان کے ہاں تخلیق تہذیب انسانوں کی مشترکہ کاوش ہے۔ اسلامی تہذیب کی برتری واضح کرتے ہوئے اس کے حقائق بیان کرتے ہیں کہ تہذیب اسلامی وحدت و کثرت کا حسین امتزاج ہے جو ثبات و تغیر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ ان کے ہاں اسلامی تہذیب نے

ماقبل تہذیبوں کے نظاموں، مقاصد اور نظریات پر غیر معمولی تاثیر قائم کی، جس کو سیاسی اور عسکری قیادت نے مزید دوام بخشا۔ اس مقالہ میں اسلامی اور مغربی تہذیب کے بنیادی خدوخال کا مطالعہ ڈاکٹر غازی کی افکار کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ نیز یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ دونوں تہذیبوں کے ایک دوسرے پر اثرات و باہم تصادم کے حوالے سے ڈاکٹر غازی کے مطابق عصر حاضر کے تہذیبی مسائل سے کس طرح عہدہ برآہو جائے؟ اور امت مسلمہ کے دور زوال میں مغرب کی تہذیبی یلغار کا کس طرح مقابلہ کیا جائے؟ بیسویں صدی کے آخر میں سموئیل ہنٹنگٹن نے تہذیبی تصادم اور فوکویاما نے تاریخ کے خاتمے کا نظریہ پیش کر کے اسلام کی حقانیت کو وقتی، عارضی اور فانی قرار دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آنے والی صدیوں میں مشرق و مغرب کی تہذیبیں باہم ٹکرائیں گیں اور مغربی تہذیب یعنی مادیت پرستی کا بول بولا ہو گا۔ مذکورہ نظریات پر علمی حلقوں میں خاطر خواہ بحث ہوئی۔ تہذیبوں کے تصادم کے سلسلے میں محض یہ تمیز ہی رد و قبول کو ممکن بناتی ہے کہ ایک تہذیب دوسری سے کیالے اور کیانلے۔ اس ضمن میں معاصر مسلم مفکرین میں سے علامہ اقبال سید قطب شہید، مولانا مودودی اور سید ابوالحسن ندوی نے بہترین کام کیا ہے۔ ڈاکٹر غازی بھی تہذیب کے متعلق نظریات میں علامہ اقبال کے خوشہ چین ہیں۔ مقالہ میں یہ بھی دیکھنے کی کوشش کی جائے گی ڈاکٹر غازی نے علامہ اقبال کی افکار کو کس قدر آگے بڑھایا۔

#### ابتدائیہ:

تہذیب دراصل آراستگی، صفائی، پاک، اصلاح، شائستگی، خوش اخلاقی، لیاقت، تربیت، انسانیت، شرافت<sup>(۱)</sup>، ذہنی ترقی، تمدن طرز معاشرت<sup>(۲)</sup> درست اور شائستہ اخلاق ہونے کا نام ہے۔<sup>(۳)</sup> تہذیب دنیا کی روایات کے بارے میں ایک نقطہ نگاہ ہے جو یا ثقافت ایک مخصوص سلسلہ ہے جو تاریخی کل بتاتا ہے۔<sup>(۴)</sup> ڈاکٹر غازی تہذیب کی ابتداء کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ قادر مطلق نے انسان بطور خلیفہ کے لیے ضروری ابتدائی اور ماحولی انتظامات کے بعد اولین فرد انسانی کو پیدا کیا۔ ہے جسے آدم کا نام دیا گیا قرآن کریم اس امر کو واضح کرتا ہے کہ پہلا فرد انسانی جو دنیا کے اسٹیج پر ظاہر ہوا۔ دنیاوی مشن سے پوری طرح آگاہ تھا وہ تمام ذہنی جسمانی اور نفسی صلاحیتوں سے آراستہ اور انسان کی بنیادی ثقافت اور تہذیبی ضرورتوں سے پوری طرح آگاہ تھا اسے اچھی زندگی گزارنے کے لازمی اصول سکھادیے گئے تھے اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ فطری اور بین الانسانی اخلاق و تہذیب کے بنیادی لوازم کیا ہیں۔<sup>(۵)</sup> ڈاکٹر غازی کے مطابق بہت سے مسلمان حضرات کے ذہن میں شریعت چند محدود مذہبی عقائد اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے اس کا اجتماعیات، سیاسیات اور معاشیات سے اور خاص طور پر بین الاقوامی تعلقات اور قانون و دستور سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے یہ تاثر اہل کے ایک بہت بڑے طبقے نے غلط فہمی یا بدینتی یا کم علمی کی وجہ سے پیدا کیا ہے کہ شریعت دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں جس کی بنیاد قدیم اور آرکائیو تصورات پر ہے جو قدیم قبائلی معاشرے کے روایات و تصورات سے ہے جو دور جدید کی تہذیب و ثقافت، تمدن اور حکمت کا ساتھ نہیں دے سکتا وہ دراصل تہذیب و تمدن کے مخالف ہے۔<sup>(۶)</sup> تہذیبوں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ ماضی کی جتنی تہذیبیں تھیں یا اسلام کے قیام کے وقت جو تہذیبیں موجود تھیں وہ عموماً مذہبی تہذیبیں تھیں ان کی اساس مذہبی پیغام تھی وہ بابلوں کی تہذیب ہو یا بازنطینیوں کی، رومیوں کی یا ہندوؤں اور ایرانی یا پارسیوں کی۔<sup>(۷)</sup> گویا ساری تہذیبیں مختلف آسمانی مذاہب کے زیر اثر قائم ہوئیں۔ اور ہر تہذیب کوئی ایک خاص پہلو اور جہت میں نمایاں تھی جبکہ اسلامی تہذیب میں ان تمام تہذیبوں کی ساری صفات یکجا موجود ہیں۔ لہذا اسلامی تہذیب عالم گیر تہذیب قرار پائی۔

#### تہذیب اسلامی اساس و بنیادی خدوخال:

ڈاکٹر غازی تہذیب اسلامی کی بنیاد شریعت اسلامی کو قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامی کا ایک حصہ عقائد و عبادات پر مشتمل ہے

اس کے بعد دوسرا بڑا میدان معاملات کا جو معاملات عائلی اور معاشرتی زندگی پر مشتمل ہیں<sup>(۸)</sup>۔ شریعت اسلامی محض مذہبی مراسم کا کوئی مجموعہ بلکہ یہ ان چیزوں پر محیط ایک جامع نظام ہدایت ہے جس نے ایک تہذیب ایک ثقافت اور زندگی کے ایک نئے ڈھنگ کو جنم دیا۔ اس کا اظہار صرف قانون یا مذہبیات، صرف معاشرت یا سیاست و معیشت کے میدانوں تک محدود نہیں بلکہ ایک ایک ہمہ گیر تہذیب ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے ڈاکٹر محمود کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلامی تہذیب کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے ہوا اس کی اساس مدینہ وہ تہذیب و ثقافت ہے جو ہجرت کے بعد قائم ہوئی۔<sup>(۹)</sup> اس مدنی تہذیب کا دستور قرآن اور سنت ہے۔ قرآن وحی الہی ہے۔ اور تمام جہاں کے انسان لیے راہ نجات ہے۔ اسلامی تہذیب عالم گیر تہذیب ہے اس تہذیب کی اثر انگیزی کی وجہ اس میں ہمہ گیریت اور آفاقیت کا رجحان غالب ہے عالمگیریت کے قیام کے لیے انسانی مساوات بنیادی اصول ہے یعنی حق مساوات کو نہ صرف تسلیم کیا جائے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے دوسری چیز عالمگیریت کے لیے ضروری ہے وہ عدل و انصاف ہے ہر انسان کو برابری کی سطح پر عدل و انصاف تک رسائی کا حق دیا جائے تیسری چیز یہ ہے کہ ہر انسان کو برابری کی سطح پر امن و سکون حاصل ہو چوتھی چیز عالمگیریت کے لیے علم کے تمام شعبوں تک تمام انسانوں کی یکساں رسائی ہے۔<sup>(۱۰)</sup> پانچویں اور آخری شرط عالمگیریت تمام انسانوں سے معاملہ تہذیب و تمدن اور اخلاق کی بنیاد پر کیا جائے۔ تہذیب کو تمام انسانوں کی مشترکہ کاوش اور مشترکہ بازیافت سمجھا جائے۔ ان پانچ عالمگیریت کے اصولوں کا واحد نمونہ صرف اسلام ہے جس کو پیامبر اسلام نے پیش کیا ہے۔<sup>(۱۱)</sup>

گویا اسلامی تہذیب مساوات، عدل و انصاف، امن و سکون، علم تک یکساں رسائی اور باہم معاملات و اخلاقیات کی بنیادوں پر استوار ہوئی۔ تہذیب اسلامی بلا امتیاز رنگ و نسل تہذیب ہے۔ خاندان و قبائل کی تقسیم محض تعارف کے لیے ہے۔ ڈاکٹر غازی اسلامی تہذیب کو واضح مقصد حیات پر مشتمل تہذیب قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ انسان اور نہ ہی کائنات کسی اتفاق یا حادثے کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بے مقصد پیدا کیا ہے۔<sup>(۱۲)</sup> ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَعِبِينَ﴾<sup>(۱۳)</sup> تہذیب اسلامی میں انسان بہ حیثیت خلیفہ اللہ اور بہ حیثیت مكرم ایک مقام و مرتبہ رکھتا ہے اس لیے اس مقام میں اور مرتبہ میں ہر شخص شریک ہے یہاں پر بنی آدم کا ذکر ہے ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾<sup>(۱۴)</sup>

مکہ المکرمہ میں بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے موقع پر "أهمية الحوار بين الحضارات" کے موضوع پر اسلامی تہذیب کی بنیادوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فالعقيدة الإسلامية وتعاليم الدين الحنيف وقواعد الشريعة الإسلامية كما وردت في القرآن الكريم الذي توطأت عليه الأمة الإسلامية بجميع مذاهبها وطوائفها والتي تعاقبت عليها والأجيال المسلمة والتي تعامل بها المسلمون في كل العصور والدهور هي قواعد الحضارة الإسلامية وأسسها التي تبنتها عليها حضارة الإسلام"<sup>(۱۵)</sup> گویا دین حنیف عالمگیر تہذیب کا علمبردار ہے جو تمام زمانوں کے لیے ہیں اور اس عالمگیر تہذیب کے بنیادی قواعد شریعت اسلامیہ پر مبنی ہیں۔ ڈاکٹر غازی ضمنی طور پر علامہ اقبال کے خیالات سے بھی استفادہ کرتے رہے کیونکہ مغربی تہذیب کی یلغار کے رد عمل میں معاصر مفکرین برصغیر میں علامہ اقبال کی شخصیت مینارہ نور کی سی ہے۔ جنہوں نے ایک طرف تو اسلامی تہذیب کی عالمگیریت و حقانیت کو مدلل انداز سے بیان کیا تو دوسری طرف مغربی فکر و فلسفہ پر تنقید بھی کی ہے۔ کہ وطنیت کی بنیاد پر قوموں کی تشکیل اور جغرافیائی مفادات تہذیب مغرب کا خاصہ ہے۔ وطن اور جغرافیائی حدود ملت اسلامیہ کی اساس نہیں جہاں جہاں وطن کی بنیاد پر ملتیں اور قومیں تشکیل دی گئی وہاں اخوت اور بھائی چارہ<sup>(۱۶)</sup> کی جڑیں کٹی چلی گئی ہیں تہذیب اسلامی کی بنیاد بلا تفریق رنگ و نسل، وطن محض دین اسلام ہے۔<sup>(۱۷)</sup>

## تہذیب اسلامی کی تاریخ و ارتقاء:

تہذیب اسلامی کی تاریخ کا جائزہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں کہ اسلامی تہذیب نے بڑی بڑی تہذیبوں کا بلا جبر واکراہ کے نہایت سرعت سے اپنے رنگ میں رنگا۔ مصر جو بظاہر ایک مستقل اور قدیم تہذیب کا مالک تھا حضرت عمرو بن العاصؓ کی فتح مصر کے ایک سو سال کے اندر اندر یہی ملک اپنی زبان، لباس، تقریباً سات ہزار سالہ قدیم تہذیب بھلا کر ایک نئے مذہب، نئی زبان اور نئی تہذیب میں منتقل ہو گیا۔ عربوں نے جو ثقافتی اثر مصر پر ڈالا وہی افریقہ، شام، ایران، عراق، ہندوستان، ترکستان وغیرہ سے آگے بھی جا پہنچا۔ جسے انڈونیشیا، جزائر فلپائن اور چین وغیرہ۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا ایک رخ بڑا عجیب و غریب ہے کہ اس کے اولین حاملین (عرب مسلمان) کمزور ہوئے تو خود ان کے مفتوحہ اسیابوں، مغلوں اور ترکوں نے اس تہذیب و تمدن کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور دنیا میں اس کی اشاعت و سرپرستی کرنے لگے۔<sup>(۱۸)</sup>

اسلامی تہذیب میں اخلاقی کردار اور روحانیت کا اعلیٰ درجہ مقام ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب کے دنیائے مغرب و مشرق میں جب بھی پیش قدمی حاصل ہوئی وہ اخلاق و کردار اور روحانی مقاصد کے نام پر ہوئی اسلامی تہذیب جہاں گئی روحانی اقدار اور اخلاق پیغام لے کر گئی اس کردار اور انسانی مساوات کے لے کر گئی جس کا اسلام علمبردار ہے۔ مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا۔ شام، عراق، مصر اور ایران پر کئی سو سال تک غیر مسلم اکثریت کے علاقے رہے مگر اخلاق و کردار کی جو شمع صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں روشن ہوئی تھی سب اس سے نور حاصل کرتے رہے حتیٰ کہ یہ پورے علاقے اسلامی تہذیب کے علاقے بن گئے۔<sup>(۱۹)</sup> ڈاکٹر غازی ڈاکٹر حمید اللہ کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسانوں کی مدون تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ جہاں شدید عصبیت ہو اور بھوکوں اور پیٹ بھروں کے درمیان کشمکش ہو وہاں اسلامی تہذیب نے باہم متصادم قبائل اور گروہ باہم شیر و شکر ہو جائیں یہ اعزاز صرف تہذیب اسلامی کو حاصل ہوا۔<sup>(۲۰)</sup> گویا شریعت اسلامیہ کے نتیجے میں جو تہذیب قائم ہوگی وہ نئے انداز کی ہوگی جس تہذیب کی اساس، اخلاق اور تعلق مع اللہ پر ہو جس تہذیب کا آخری مقصد اور ہدف رضائے الہی ہو اس کی ہر چیز میں وہ جھلک نظر آئے گی حتیٰ کہ طرز تعمیر میں بھی اس کی جھلک آئے گی۔<sup>(۲۱)</sup>

قازقستان میں ۲۰۰۶ء میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر غازی اسلامی تہذیب کے خصائص کچھ یوں بیان کرتے ہیں

“Basic characteristics of Islamic civilization is the accommodation of “Difference of opinion” variety of views and university of objective which in turn promote pan humanism”<sup>(۲۲)</sup>

اسلامی تہذیب میں اختلاف رائے اور نقطہ نظر کے تنوع کو نہایت عمدگی سے سمونے کی صلاحیت بھی موجود ہے اور جو کسی اور تہذیب میں نہیں۔ ڈاکٹر غازی بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے موقع پر اسلامی تہذیب کے خصائص یوں بیان کرتے ہیں: "لم یتدد المسلمون فی أخذ کل عادة سلیمة وأسلوب مفید ومعرفة مبنیة علی الحکمة من جمیع الحضارات والثقافات التي تم احتکاکهم بما فالحکمة ضالة المؤمن أنى وجودها فهو أحق بما ولم یتدد والمعارف والفنون والأداب والصنائع والخبرات والتحارب بدون أي تعصب عرقي أو جغرافي" <sup>(۲۳)</sup>

مختلف معاصر تہذیبوں کے درمیان اختلاف کو کم کرنے اور باہم مماثل خصائص کو اجاگر کرنے کے ضمن میں ڈاکٹر غازی نے خدمات سرانجام دیں ان کے مطابق ہر اچھی اور مفید حکمت کو اختیار کیا جائے کیونکہ حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے اس لیے مختلف تہذیبوں کے علم و فنون، آداب و متاع سے استفادہ حاصل کیا جانا چاہیے۔

## اسلامی تہذیب کی مرکزی حیثیت و بالادستی:

ڈاکٹر غازی اسلامی تہذیب کی مرکزیت یوں ثابت کرتے ہیں کہ جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے اسلامی تہذیب مرکزی حیثیت رکھتی

ہے وہ ان تمام آسمانی پیغامات کی جامع ہے جن کی بنیاد پر یہ تہذیبیں قائم ہوئیں۔ اسلام تمام قدیم آسمانی مذاہب کا تسلسل ہے قبل از اسلام کی تہذیبوں اور بعد از اسلام کی تہذیبوں کے درمیان اگر کوئی نقطہ وصل ہے تو وہ یہ اسلامی تہذیب ہے۔<sup>(۲۳)</sup> قرآن مجید گزشتہ تمام آسمانی کتابوں پر مہین ہے یعنی گزشتہ کتب میں جو شریعتیں دی گئیں ان سب شریعتوں کی بنیادی اساس، اس کی روح، اس کا جوہر اس کتاب میں محفوظ ہے۔<sup>(۲۵)</sup> اب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے جو شریعت ہم تک پہنچی ہے وہ رہتی دنیا تک کے لیے ہے وہ ہر زمانہ، ہر علاقہ اور ہر قوم کے لیے ہے زمان و مکان سے ماوراء ہے اس لیے وہ تمام خصائص جو سابقہ شریعتوں میں الگ الگ اقوام کے لیے پیش نظر رکھے گئے وہ سب کے سب قرآنی شریعت میں یکجا موجود ہے ہیں۔<sup>(۲۶)</sup> اگر ان پیغاموں کی روح قرآن پاک میں موجود ہے جن پیغاموں پر یہ تہذیبیں قائم تھیں تو قرآن پاک سے جو تہذیب ابھرے گی وہ ساری تہذیبوں کی جامع ہی قرار پائے گی۔<sup>(۲۷)</sup>

اسلام اصل الاصول یعنی سب سے بڑی اساس ہے قانونی اور آئینی اصطلاح میں اسلام کے سارے نظام کا grundnorm ہے اسلام کا سارا نظام سیاست، اقتصادیات، تہذیب و تمدن ریاست، قانون اور دستور، عدالت قضا، عدل اجتماعی، عبادات، مذہب ہر چیز کی اصل الاصول اللہ کی وحدانیت کی حاکمیت اور اللہ کے رسول کی لائی شریعت پر ایمان ہے۔<sup>(۲۸)</sup> قرآن حکیم میں دو طرح کے مقاصد ہیں ان کو عمومی اہداف کہہ سکتے ہیں مثلاً قرآن میں عدل کا ذکر ہے کہ ساری شریعتیں و کتابیں اور رسول اس لیے بھیجے ﴿لِيُقِيمُوا النَّاسَ بِالْقِسْطِ﴾<sup>(۲۹)</sup> دوسرے جو مقاصد تو کہے جا سکتے ہیں مگر مقاصد نہیں ہیں کہ احکام شریعت کی روشنی میں مزید اجتہاد و استنباط کرو اور اس کے لیے اصول یہ بتائے۔<sup>(۳۰)</sup> ﴿وَمَا جَعَلْنَا عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾<sup>(۳۱)</sup> درحقیقت دین کوئی جامد شے نہیں ہے۔ احکام شریعت کی روشنی میں مزید اجتہاد و استنباط کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ ہر زمانہ میں پیش آئندہ مسائل کا حل نکالا جاسکے۔

### جامع الحضارات تہذیب:

اسلام ایک ابر کرم تھا اور سطح خاک کے ایک ایک چپہ پر برسنا۔ لیکن فیض بقدر استعداد پہنچا۔ جس خاک میں قدر قابلیت تھی اس قدر زیادہ فیض یاب ہوئی۔ عرب، ایران، افغانستان، ہندوستان، ترکستان، تاتار، مصر، شام، روم، اندلس، یونان صقلیہ سب اس کے حلقے میں آئے لیکن قبول اثر میں یکساں نہ تھے فرق مراتب تھے اور فرق مراتب کی حیثیتیں بھی مختلف تھیں۔<sup>(۳۲)</sup> اگر تہذیبوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو نمایاں طور پر یہ سامنے آتا ہے کہ اسلام نے جو تہذیب قائم کی وہ جامع الحضارات تہذیب ہے جو تمام تہذیبوں کی جامع ہے گویا تمام تہذیبوں کی روح اور خلاصہ اسلامی تہذیب میں آگیا ہے محل وقوع کے اعتبار سے بھی اسلامی تہذیب جامع الحضارات ہے۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں تہذیبوں کی جغرافیائی اہمیت تفصیلاً بتائی ہے وہ کہتے ہیں کہ اسلام کا مرکز جغرافیائی اعتبار سے زمین کا مرکز ہے۔ اس لیے خانہ کعبہ کو ناف زمین کہا جاتا ہے روئے زمین کے مرکز میں اسلامی تہذیب ہے۔ اور جہاں جہاں اسلامی تہذیب کی پہنچ ہے وہاں سے خانہ کعبہ تک روئے زمین کے ہر علاقے کا فاصلہ تقریباً یکساں ہے یہ اسلام کے جامع الحضارات ہونے کا ایک اہم ثبوت ہے۔<sup>(۳۳)</sup> تہذیب اسلامی کی وسعت اور جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے جس قدر مقامی رواجوں اور اداروں کو ان دنوں عرب میں موجود تھے ضروری ترمیموں اور تبدیلیوں کے ساتھ نہ صرف اختیار کیا بلکہ انہیں اسلامی قانون میں بھی صحیح مقام ملا۔ تاہم انہیں پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال لیا گیا۔ اگر اسلامی نقطہ نظر سے مزید تبدیلیوں کی ضرورت محسوس ہوئی باہمی مشورے سے اس میں مزید اہم ترمیم کی جاسکتی ہیں ہمیں دیگر اقوام کے علم و تجربے سے استفادہ کرنے میں ہرگز جھجک محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کسی قوم نے کسی ایسی بھلائی کے حصول کا نیا بہتر طریقہ دریافت کر لیا ہے جس کا اسلام بھی داعی ہے تو ہمیں ضروری تبدیلیوں کے بعد اسے اپنانے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔<sup>(۳۴)</sup> خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ہے: «الحکمة ضالة المؤمن أنى وجدها فهو أحق بها» «حکمت مومن کی کھوئی ہوئی دولت ہے جہاں کہیں اور جب بھی اسے ملے وہ اس حکمت کا زیادہ حقدار ہے۔» نبی کریم ﷺ نے دوسری قوموں کے لیے بہت ادارے اور طریقے اختیار کئے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ ان میں امت کی ضرورت کے مطابق رد و بدل کر لیا گیا اور ان میں اسلامی روح پھونک دی گئی۔<sup>(۳۵)</sup> اسلامی تہذیب نے ہم عصر تہذیبوں کو نہایت آسانی سے خود میں ضم کر لیا یہ خاصہ صرف اسلامی تہذیب کی لچک اور عالمگیریت کی دلیل ہے ڈاکٹر غازی اس نقطہ پر یوں بحث کرتے ہیں:

*“Islamic civilization is capable of absorbing and accommodation Multidimensional thoughts and view and to integrate them in one human civilisation Interpretation of the commandments of Islam has always adjusted itself to all times and climes. It guarantees its flexibility presence of different school of thought in Islam demonstrate its in built capacity to absorb differences of opinion. Islam accommodated all local cultures regional healthy habits and practice of various people and local customs into the body social of Islam”*<sup>(۳۶)</sup>

شریعت اسلامی نہ تو محض نظام قانون ہے نہ محض مذہبی مراسم کا کوئی مجموعہ بلکہ یہ ان سب چیزوں پر محیط ایک جامع نظام ہدایت ہے جس کو ایک نیا مثالیہ Paradigm قرار دیا جاسکتا ہے یہ ایک ایسا تہذیبی پیرڈائم ہے جس نے ایک تہذیب ایک ثقافت اور زندگی کے ایک نئے ڈھنگ کو جنم دیا۔ اس کا اظہار صرف قانون یا مذہبیات، صرف معاشرت یا سیاست و معیشت کے میدانوں تک محدود نہیں بلکہ ایک ایک ہمہ گیر تہذیب ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے<sup>(۳۷)</sup> ڈیوک پکھتال اپنے خطبات مدارس ‘Cultural side of Islam’ میں لکھتے ہیں۔ مساجد، محلات، قلعے، مکاتب، شفاخانے، تفریح گاہیں باغات کس چیز کی کمی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اسلامی فن تعمیر نے مشدایان حسن و جمال کے لیے ایک ہمہ گیر اور لازوال جنت مہیا کر دی نقشہ کی خوبی، ڈیزائن کی عمدگی، رنگوں کی کشش سبھی کچھ ان کے پیش نظر تھا بت پرستوں کی طرح صورتیں بنانے کی بجائے انہوں نے حسن فطرت پر توجہ دی۔ سادگی، رنگینی و پختگی، نزاکت و رعنائی اور حسن و شوکت یہی اسلامی فن تعمیر کی امتیازی صفات ہیں۔<sup>(۳۸)</sup>

ڈاکٹر غازی جدید تہذیبوں کا ماضی سے ربط ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر اسلامی تہذیب نہ ہوتی جو جدید تہذیبوں کا ربط ماضی کی تہذیبوں سے نہیں ہو سکتا اسلام نہ ہوتا تو ماضی کی تہذیبوں کا ورثہ جدید تہذیبوں کو منتقل نہ ہو سکتا تھا۔ یہ ایک علمی حقیقت ہے جس کو بہت سے غیر مسلم مورخین نے بھی تسلیم کیا ہے علامہ اقبال نے بھی اپنے خطبات میں بڑے عالمانہ اشارے اس جانب کئے ہیں کہ اگر اسلام تہذیب نہ ہوتی تو جدید تہذیبیں وجود میں نہ آسکتی تھیں۔<sup>(۳۹)</sup>

### اساسیات تہذیب مغرب:

ڈاکٹر غازی علامہ اقبال کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے مغربی تہذیب کی اساس مادیت اور مادہ پرستی، خدا بے زاری، لا اخلاقیات، مغربی فکر و تہذیب کا روحانی افلاس ان نکات کو قرار دیا۔<sup>(۴۰)</sup> ڈاکٹر غازی تاریخی شواہد دیتے ہیں کہ اہل مغرب کی پیش قدمی دنیائے اسلام میں جب بھی ہوئی ہے وہ تجارت اور اقتصادی خوشحالی کے نام پر ہوئی ہے گویا مغربی تہذیب اقتصادی ترقی اور مادی خوشحالی کے نام پر وجود میں آئی اس اقتصادی ترقی اور خوشحالی کے فوائد مغرب کو حاصل ہوئے لیکن دنیائے اسلام کو یہ فوائد حاصل نہ ہوتے یا ہوتے تو بہت محدود اور وقتی ثابت ہوتے۔<sup>(۴۱)</sup> ڈاکٹر غازی مزید لکھتے ہیں کہ لادینیت (secularism) مغربی تہذیب کا لازمی عنصر بلکہ ان کا تہذیبی نصب العین ہے۔<sup>(۴۲)</sup> اگر دین و مذہب کو نظام امور سیاست سے لا تعلق کر دیا جائے تو چنگیزی رہ جاتی ہے۔ ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں کہ اگر سیکولر ازم کا تقاضا

مغرب نے سمجھا ہے اور مشرق کے نیاز مندوں نے اسے یاد کر لیا ہے کہ اگر مسلمانوں کو مذہب کے حوالے سے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو اس حوالے کا انکار کرنا سیکولر ازم ہے لیکن خود مغرب کو مذہب کے حوالے سے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو وہاں مذہب کا حوالہ دینا اور فائدہ حاصل کرنا ہی تہذیب کا تقاضا اور ایٹی کیٹ (Etiquette) کا حصہ ہوتا ہے اور روایات کا تسلسل کہلاتا ہے۔<sup>(۴۳)</sup> اہل مغرب کے ہاں مذہبی صداقتیں اضافی صوتوں کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے ہاں مذہب ایک tentative truth ہے اسلام اس کو The Truth کہتا ہے مذہب کو فرد کی شخصی رائے قرار دیتے ہیں۔<sup>(۴۴)</sup> ڈاکٹر غازی مزید لکھتے ہیں کہ اسی طرح مغربی نظام کے اساس میری دانست میں آزاد معیشت Freemarket اور لادینی جمہوریت (secular democracy) ہے۔ اہل مغرب نے اس کو اپنے نظام کی اساس بنایا ہے اور اس بارے میں وہ کوئی compromise کرنے کے لیے تیار نہیں۔<sup>(۴۵)</sup> گویا ولایت کی بنیاد پر قوموں کی تشکیل اور جغرافیائی مفادات کا حصول تہذیب مغرب کا دین ہے۔<sup>(۴۶)</sup> ڈاکٹر غازی علامہ اقبال کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے اس کی تائید بھی کرتے ہیں کہ علوم و فنون کے اس لادینی تصور کی بنیاد پر جو تہذیب کھڑی ہوئی ہے وہ ان تمام مفاسد کا مجموعہ ہے جو مذہب اور اخلاق سے دوری کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔<sup>(۴۷)</sup>

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب

کہ روح اس مدبیت کی راہ نہ سکی عقیف<sup>(۴۸)</sup>

ڈاکٹر غازی مزید لکھتے ہیں کہ رواداری کا سبق جو معلم مغرب پڑھا رہا ہے اس غلط تصور کو بھی دل سے محو کرنے کی ضرورت ہے ایک مسلمان اپنے دین کے بارے میں غیر جانب دار کیسے ہو سکتا ہے حق اور ناحق کے درمیان غیر جانب دار رہنا ناحق کی تائید کے مترادف ہے کوئی بھی معاشرہ اپنے بنیادی تصور حیات کے بارے میں غیر جانب دار نہیں ہو سکتا ہر ریاست اپنے اساس تصورات کے بارے میں غیر جانب داری کو غداری کے مترادف سمجھتی ہے کیا مغرب اپنے اساسی تصورات سیکولر ازم، سوشل ڈیموکریسی اخلاقی انسانیت کے بارے میں روادار ہے؟ کیا وہ دوسروں کو ان تصورات سے انحراف کر کے آزادی سے زندہ رہنے کی اجازت دے رہا ہے؟ انتفاضہ فلسطین، الجزائر کے انتخابات میں محاذ آرائی کی کامیابی، ایرانی انقلاب اور افغان جہاد کے ثمرات اس کے چہرہ سے رواداری کا نقاب اتارنے کے لیے کافی ہیں۔<sup>(۴۹)</sup>

یورپ میں بظاہر بہت روشنی علم و منیر نظر آتی ہے لیکن روحانی اعتبار سے یہ ایک ظلمات ہے جہاں حقیقی زندگی کے سرچشمے ناپید ہیں۔ مسیحیت کے سارے دعویٰ کے باوجود رعنائی تعمیر بنکوں کی عمارتیں گرجوں سے بڑھ کر ہیں۔ وہاں تجارتی سرگرمیاں بظاہر آزادانہ کاروبار اور لین دین ہے لیکن درحقیقت یہ سب ایک جو اسے جس کا فائدہ بالآخر استعمار کو ہی پہنچتا ہے بظاہر اہل مغرب علم و تدبیر حکومت اور مساوات کے علمبردار معلوم ہوتے ہیں لیکن ان خوشنما پردوں کے پیچھے وہ قوموں کا لہو پی رہے ہیں فرنگی تہذیب جہاں جہاں مشرقی ممالک میں گئی وہاں بے روزگاری، عریانی، فحاشی، خواری اور فقر اور افلاس کے تحفے لے کر گئی۔<sup>(۵۰)</sup> جدیدیت نے جس بے روح اور مادیت زدہ انسان کو پروان چڑھایا تھا وہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں ذہنی انتشار کا شکار ہو کر حقیقت مطلقہ کی تلاشی میں سرگرداں نظر آنے لگا۔ کیونکہ لالچ و طمع، حرص و ہوس اور تعیشات کو چھو کر اس پر حقیقت آشکار ہوئی کہ یہ حیوانیت سے بدتر مقام ہے انسانیت کی معراج نہیں۔ لہذا انسان دوبارہ مذہب کی طرف پلٹا کیونکہ عقل معاش و عقل جزوی کی پیروی پر منحصر حیثیت اور تجربیت پر مبنی علوم کبھی بھی مذہب کا متبادل نہیں پیش کر سکتے۔<sup>(۵۱)</sup> مغرب کی اس لادینیت اور لا اخلاقیات کا سب سے گہرا اور برا اثر مغرب کے نظام تعلیم پر ہوا۔ آج مغربی نظریہ علم (Epistemology) تمام اخلاقی برائیوں اور فکری خامیوں کا شکار ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر غازی علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں مغربی تہذیب کے لوازمات۔ خرد کی طغیانی، وحی و رسالت سے بے زاری، اخلاق سے انحراف، تعلیم کا استعماری مقصد اور لادینیت کو قرار دیتے ہیں۔<sup>(۵۲)</sup>

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی

یہ صناعی مگر جھوٹے رنگوں کی ریزہ کاری ہے (۵۳)

گویا اہل مغرب کے ہاں مادہ ہی سب کچھ ہے یہی وجہ ہے کہ اخلاقیات کے عالمگیر اصول اہل مغرب کے مفادات کے تلے دب جاتے ہیں اخلاقیات کا دوہرا معیار ان کے ہاں مروج ہے روحانی مفلس تہذیب محض معیشت کے بت کی پجاری ہے جو قوموں کی تشکیل جغرافیائی حدود میں وطنیت کے بیچ پر تناور ہوئی ہے جو فرد کی روحانی بالیدگی ڈارونیت کے تابع دیکھنا چاہتی ہے۔

نعرہ مساوات مردوزن..... ڈاکٹر غازی کا نقطہ نظر:

اہل مغرب کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے ہر کام کے لیے اچھے عنوانات تراشتے ہیں ان اچھے عنوانات کے مندرجات جتنے بھی مکروہ اور ناقابل قبول ہوں ان کا عنوان ہمیشہ قابل قبول اور جاذب نظر ہوتا ہے چنانچہ مغربی ممالک میں موجود معاشرتی افراتفری خاندان کے ادارے کی شکست و ریخت، عام بے حیائی، مردوزن کے درمیان تعلقات میں فسادات ان تمام خرابیوں کا نام وہاں مساوات مردوزن ہے۔ مساوات کے نام سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مردوزن کے درمیان مساوات ہونی چاہیے خواتین کو وہی حقوق ملنے چاہیں جو مردوں کو ملتے ہیں مردوں کے حقوق و فرائض ویسے ہی ہونے چاہیں جسے عورتوں کے حقوق و فرائض ہیں۔ لیکن اس عنوان کے تحت جو مندرجات بیان کیے جاتے ہیں وہ اسلامی تصورات کے لحاظ سے قطعاً ناقابل قبول ہیں۔ شریعت نے بعض حالات میں تعدد ازواج کی اجازت دی ہے۔ تعدد ازواج کو شریعت نے اس طرح ناپسندیدہ قرار نہیں دیا جس طرح مغربی تہذیب میں قرار دیا جاتا ہے۔ شریعت نے بعض مصلحت کے تحت طلاق کا حق مردوں کو دیا ہے۔ یہ بنیادی حق مرد کا ہے کہ وہ طلاق کے حق کا استعمال کرے۔ یہ وہ معاملات ہیں جہاں شریعت کے متبعین اور طے شدہ اصولوں پر مبنی واضح احکام موجود ہیں ان سب کو نظر انداز کر کے محض عدل اور مساوات کے مغربی نعروں سے متاثر ہو کر مغربی گمراہیوں کو عام کیا جائے یہ استعمار کے دور میں نہیں ہوا تھا یہ دنیائے اسلام کے کئی ممالک میں آزادی کے بعد ہی ممکن ہوا۔ (۵۴)

یورپ پر اسلامی تہذیب و ثقافت کے اثرات:

تہذیب اسلامی کی عالمگیریت اور جامعیت کا ہی پہلو ہے کہ کئی سو سال قدیم شہروں کے تمدن کو نیا رنگ عطا کیا۔ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے وہی اسلام کے نمائندے بن گئے اور وہاں کے باشندوں کو فکری اور علمی طور پر متاثر کیا۔ اسلامی تہذیب کو یورپ منتقل کرنے والے اندلس، شام اور اٹالیہ و صقلیہ کے مراکز تھے۔ اندلس کی اسلامی تہذیب و ثقافت نے یورپ کی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا اس کا ایک سبب تو اس تہذیب کی عالمگیریت ہے دوسرا سبب عیسائیوں اور مسلمانوں کے مشترکہ معاملات کا دوبار اور معاشرت بھی بڑی حد تک اس اثر اندازی کا سبب ہے۔ مسلمان تاجر و سوداگر اپنے عیسائی خریداروں کو عرب طور طریقوں سے آگاہ کرتے رہتے۔ علمی میدان میں مسلمانوں کے تفوق نے بھی اس تاثر میں اثر انگیزی پیدا کی۔ قرطبہ، غرناطہ کی اسلامی جامعات مشہور ترین علمی مراکز تھے۔ دسویں صدی شمسی میں یہ کیفیت تھی کہ یورپ کے کسی شخص کو اعلیٰ تعلیم کا خواہش مند ہو تکمیل کے لیے اندلس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ دوسرا راستہ ”شام“ ملک تھا جہاں سے مسلمانوں کے تجارتی قافلے اور صلیبی جنگوں کے ذریعے یورپ نے مسلمانوں سے بردباری اور رواداری کے اسباق سیکھے۔ تیسرا راستہ صقلیہ اور جنوبی اٹالیہ تھا ہاں سے مسلمان تاجروں، علماء و طلباء اور دوسرے علوم و فنون کے ماہرین یورپ کے مختلف ممالک آتے جاتے گویا سات سو سال میں اسلامی ثقافت و تمدن یورپ منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ کوئی پہلو ایسا نہ رہا جو اسلامی تہذیب و تمدن سے متاثر نہ ہو اہو۔ (۵۵)

یورپی زبانوں پر عربی زبان کے اثرات ملتے ہیں ہسپانوی زبان میں اب تک بکثرت الفاظ عربی کے پائے جاتے ہیں۔ پروفیسر جے۔ بی ٹریڈ اپنے مکتبے ہسپانیہ اور پرتگال میں بہت سے الفاظ مثال کے طور پر پیش کئے ہیں جو عربی سے مشتق ہیں۔ ہسپانوی زبان میں ایک چوتھائی الفاظ

اور پرنگال زبان میں تقریباً تین ہزار الفاظ عربی سے ماخوذ ہیں عربی زبان کا اثر و نفوذ محض لاطینی زبانوں تک محدود نہ رہا بلکہ قدیم گالی، ہالینڈی، اسکینڈی، سنوی، روسی، پولینڈ اور انگریزی زبانوں میں بھی بہت سے عربی زبان ملتے ہیں۔<sup>(۵۶)</sup>

گستاوی بان ”تمدن عرب“ میں لکھتے ہیں کہ اہل عرب نے اقوام یورپ کو بالعموم اور لاطینی اقوام کو بالخصوص شاعری کی اصناف سکھائی یا پاپائے روم سلفر ڈوم عربی وزن و قافیے پر قصائد کہا کرتا۔ اسی طرح ہسلی کے بادشاہ فریڈروک ثانی نے عربی میں بہت سے قطعاً لکھے۔ یورپی طرز تعمیر پر بھی عربوں نے گہرا اثر ڈالا۔ اس کا اعتراف مشہور فرانسیسی مصنف موسہو گستاویلیبان نے بھی کیا وہ لکھتا ہے ”عربیوں کا اثر یورپ کے فنون و حرفت پر اور علی الخصوص طرز تعمیر پر واضح اور بلاشبہ ہے۔“ مزید لکھتا ہے کہ یورپ کا گاتھک (Gothic) طرز تعمیر اگرچہ اس شکل میں آگیا ہے کہ اس میں اور عربی طرز تعمیر میں کوئی واضح مشابہت باقی نہیں رہتی لیکن ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ یورپ نے عربوں سے بہت کچھ تعمیر کی باریکیاں حاصل کی ہیں۔<sup>(۵۷)</sup> ڈاکٹر غازی مغرب پر اسلامی تہذیب کے اثرات کا وسیع تجزیہ پیش کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ یورپ کے اخلاق پر بھی عربوں نے گہرا اثر ڈالا۔ جدید یورپ نے تحمل، بردباری، رواداری، احترام نسواں عربوں سے سیکھے۔ یورپ کے عیسائیوں نے اپنی وحشیانہ معاشرت چھوڑ کر بہادرانہ خلاق اپنائے۔ آج تقریباً دنیا ہر ملک میں بڑے باغات اور سیرگاہوں میں کتب خانے اور مطالعہ گاہیں قائم کرنے کا رواج، اس کی طرح بھی سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی اندلس اور بغداد وغیرہ میں ڈالی۔<sup>(۵۸)</sup> گویا مسلمانوں نے نہ صرف یورپ کو تعمیر و فن کے نئے انداز سے متعارف کرایا بلکہ اخلاقیات اور معاشرت میں وحشی اقوام کو تمدن بنا دیا۔

#### اسلامی ممالک پر مغربیت کے اثرات:

ڈاکٹر غازی کے مطابق تہذیب و ثقافت دراصل تعلیم کا نتیجہ ہوتی ہے گرچہ مادی وسائل بھی اہم ہیں مگر اولین حیثیت تہذیب و تمدن کے باب میں تعلیم و افکار کو حاصل ہوتی ہے تبدیلی جو بھی پیدا ہوتی ہے وہ لوگوں کے دل و دماغ میں پیدا ہوتی ہے جو مغرب سے یہ نئے افکار آتے گئے وہ تہذیب و تمدن اور تعلیم پر اثر انداز ہوتے گئے عامۃ الناس کو بھی انہی افکار نے متاثر کیا۔ اوائل انیسویں صدی میں مسلمانوں نے مختلف مغربی طاقتوں سے سابقہ پڑا تو مغربی تہذیب و ثقافت کے بارے میں مسلمانوں کے تین رویے عموماً سامنے آئے۔

ایک رویہ قدیم روایت کے حامل علمائے کرام کا تھا جنہوں نے انتہائی اخلاص و ہمدردی سے اپنے آپ کو مسجد، مدرسہ، خانقاہ میں محفوظ پناہ گاہ میں بند کر لینا ہی اسلامی تہذیب و تمدن کی بقا و تحفظ کا ضامن جانا۔ مسلمانوں کی مغربی تمدن کے منفی اثرات سے محفوظ رکھا مگر تحفظ کے یہ جزیرے تہذیبی استیلاء کے بڑھتے سمندر میں گھرتے چلے گئے اور بیسویں صدی کے وسط سے زوال شروع ہو گیا۔ دوسرا رویہ مغرب کے سامنے کامل سپردگی اور ہم آہنگی کا تھا برصغیر میں اس کو پذیرائی ملی ابتداء ان کے اثرات محدود رہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس رویے کے علم برداروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا نظر آیا۔ تیسرا رویہ آزادانہ اخذ و استفادہ اور معتدل رویہ تھا جس کے سب پر نمایاں اور مؤثر داعی حکیم الامت علامہ اقبال تھے انہوں نے مغربی تہذیب کی مثبت چیز کو سراہا اور منفی چیز پر نہ صرف دلائل سے تنقید کی بلکہ اس کے منفی نتائج و مضر اثرات سے بھی باخبر کیا۔ ان تینوں رویوں سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں کہ بیسویں صدی عیسوی کی اسلامی فکر اس تیسرے رویے کے ظہور سے عبارت ہے کیونکہ یہ متوسط نقطہ نظر کی دعوت دیتا ہے۔<sup>(۵۹)</sup>

نیز ڈاکٹر غازی جدید لاء کے مفکرین پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آج سیکولر ازم کے حوالے سے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں یہ بات درست نہیں لوگوں کا مذہب سے تعلق ہے، ریاست ہی اسلام کی محافظ ہے۔<sup>(۶۰)</sup> اسلامی دین اور شریعت پورے معاشرے کی اساس ہے۔ بلکہ پوری تہذیب کی اساس ہے۔<sup>(۶۱)</sup>

## اسلام اور مغرب کی تہذیبوں کا تصادم:

انسانی تاریخ کی دو طاقتور تہذیبیں مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب اس وقت برسرِ پیکار ہیں یہ دونوں تہذیبیں اپنی وسعت، جامعیت اور عسکری قوت کے اعتبار سے انسانی تاریخ کی نمایاں ترین تہذیبیں ہیں جتنا اثر و رسوخ اور تاثر ان دونوں تہذیبوں کو حاصل رہی ہے کسی اور تہذیب کو نہیں رہی۔ یہ دونوں تہذیبیں فکر و فلسفہ پر مبنی ہیں دونوں کی پشت پر افکار و نظریات کا ایک پورا نظام موجود ہے۔ ان دونوں تہذیبوں نے جو علوم اور حکمت و دانش پیدا کیے وہ پوری طرح ان دونوں تہذیبوں کے مؤید اور مواضع ہیں۔

ڈاکٹر غازی کے مطابق آج مغربی تہذیب ان تمام میدانوں میں بہت غالب اور بالادست معلوم ہوتی ہے اس کے مقابلے میں اسلامی تہذیب کو وہ بالادستی حاصل نہیں ہے۔ اسلامی تہذیب کا دفاع کرنے والی آوازیں کبھی کبھی حکمرانوں کی طرف سے مگر زیادہ تر عامۃ الناس کی طرف سے اٹھتی ہیں ان آوازوں کو خاموش کرنا اہل مغرب کا معمول ہوتا ہے۔ یہ کشمکش برابر کی سطح پر نہیں ہے۔ دونوں فریقین کے مادی مسائل میں زمین و آسمان کا فرق ہے البتہ دونوں تہذیبیں اس اعتبار سے برابر ہیں کہ وہ ان دونوں تہذیبوں کے مؤیدین اس عزم و ارادے سے بھرپور ہیں جو ارادہ و عزم کسی قوی تہذیب کے پیروکاروں میں پایا جاتا ہے ایک اعتبار سے اسلامی تہذیب کو بالادستی آج بھی حاصل ہے وہ ہے اخلاقی بالادستی۔ افکار و نظریات کی جامعیت کی بالادستی۔ وہ افکار و نظریات میں ہم آہنگی اور ایک جہتی کا پہلو ہے یہ امتیازات اہل مغرب کو حاصل نہیں ہے یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مغربی تہذیب کی پیش قدمی دنیائے اسلام میں جب بھی ہوئی تجارت اور اقتصادی خوشحالی کے نام پر ہوئی اس کے برعکس اسلامی تہذیب کی دنیائے مغرب و مشرق میں جب بھی پیش قدمی حاصل ہوئی اور وہ اخلاق کردار اور روحانی مقاصد کے نام پر ہوئی۔<sup>(۱۲)</sup>

ڈاکٹر غازی مسلمانوں کی عصری حالت کا جائزہ اپنی ایک تقریر میں یوں پیش کیا ہے:

10<sup>th</sup> century saw the decline of muslim Intellectual tradition and they were left far behind. Indifferent attitude of Muslim secholars towards critical analysis of traditional gradually deprived them of the new treasure of knowledge and vision. Backwardness in art and culture as well as intellectual pursuits lot to economic down full of muslims.<sup>(۱۳)</sup>

ڈاکٹر غازی اسلام اور مغرب کی تہذیبی کشمکش کو یوں بیان کرتے ہیں کہ آج مغرب و اسلام دو متحارب کیمپوں میں کھڑے نظر آئے ہیں۔ اگرچہ اسلام و مغرب کا یہ محاربہ نیا نہیں، لیکن کیمونزم کے زوال اور سویت یونین کی شکست و ریخت نے کرہ ارض کو ایک قطبی دنیا میں بدل دیا۔ اب یہاں ایک ہی قوت کی بالادستی ہے ایک ہی نظریہ و فلسفہ بزور شمشیر دنیا میں نافذ کیا جا رہا ہے گویا دنیا کی قوتوں نے اس تلخ حقیقت کو تسلیم کر لیا اور آج کی بالادست قوتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے البتہ دنیائے اسلام کے خاکستر سے کہیں کہیں دبی چنگاریاں چمکتی دکھائی دیتی ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے وجود کا احساس دلاتی رہتی ہیں اس صورت حال کے بطن سے جو نیا عالمی نظام جنم لے رہا ہے اس کی فکری تشریح و توضیح اور فلسفیانہ توجیہ کا کام مغربی مفکرین زور و شور سے کر رہے ہیں کہیں تہذیبوں کے تصادم کے ضمن میں آخری کامیابی کا خواب دیکھا جا رہا ہے اور کہیں تاریخ کے خاتمہ کی صورت میں استعماری عزائم کو علمی رنگ دیا جا رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام و مغرب ناگزیر تصادم کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ تصادم دنیائے اسلام کی طرف سے نہیں ہے یہاں سے تو تعاون، تعایش، ہم آہنگی کی بلکہ بعض صورتوں میں مکمل سپردگی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تصادم کی دعوت اکثر و بیشتر مغرب کی طرف سے آرہی ہے اس صورت حال میں ہم نہ مکمل علیحدگی کا اور لا تعلق کارویہ اپنا سکتے ہیں نہ مکمل سپردگی کا نیز یہ واضح نہیں ہے کہ اس تصادم کا میدان کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ عسکری تصادم نہ اسلام کے مفاد میں ہے نہ مغرب کے۔ مشرق

سے زیادہ مغرب میں عسکری تصادم کے خلاف آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تصادم کا ایک ممکنہ میدان معاشی ہو سکتا ہے لیکن معاشی میدان میں تصادم کی بجائے عادلانہ مسابقت کے لیے مثبت منزل کی طرف جانے کا محفوظ راستہ ہے۔ اسی کے لیے دنیائے اسلام کو تیار رہنا چاہیے۔<sup>(۶۳)</sup>

ڈاکٹر غازی کے نزدیک یہ صورت حال اس اعتبار سے اور زیادہ گھمبیر ہو جاتی ہے کیونکہ مسلم معاشرہ میں علمی و فکری دائرہ میں جمود کے مقابلہ میں غیر مسلم دنیا میں علم و تحقیق کا عمل نہایت تیز رفتار اور اکثر صورتوں میں جارحانہ ہے۔ بلاشبہ مسلم اہل علم اور اداروں کے لیے آج کے حالات میں یہ ایک بڑا چیلنج ہے۔<sup>(۶۵)</sup> گویا مسلمانوں کی حالت زار کی وجوہات کی علمی و تحقیقی میدانوں میں پسپائی اختیار کرنا علمی و فکری تجدید کی ضرورت امر ناگزیر ہے۔

### تہذیبی تصادم... امت مسلمہ کی ذمہ داریاں:

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾<sup>(۶۶)</sup> کا لقب عطا کیا۔ ڈاکٹر غازی کے مطابق امت مسلمہ ایک دینی پیغام کی علمبردار ہے یہ وہ بین الانسانی جماعت ہے جو اس پیغام حق پر ایمان بھی رکھتی ہو اور عمل بھی کرتی ہو۔<sup>(۶۷)</sup> گزشتہ ڈیڑھ سو سال کے دوران جب سے دنیائے اسلام اختلاف کا شکار ہے بڑی تعداد میں مسلمانوں نے ترک وطن کر کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں بسنا شروع کر دیا۔ امریکہ، افریقہ اور یورپ وغیرہ میں بڑی تعداد میں مسلمان جا جا کر بس رہے ہیں ان میں خاص تعداد اہل علم و دانش کی ہے جو مسلم ممالک کے وسائل و اخراجات پر اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے غیر مسلم ممالک کو مستفید کر رہے ہیں مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبداللہ بن باز کی رائے کے مطابق یہ ترک وطن جائز نہیں ایسے ہی خیالات کا اظہار و قنوقنادینی حلقوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے ان تارکین وطن میں اکثریت اپنا دینی تشخص کھو بیٹھے ہیں ایک پست کے بعد دوسری پست نے وہاں کی ثقافت کو قبول کر کے اپنا اسلامی تشخص کھو دیا جنوبی افریقہ میں بھی یہی ہوا۔ آج وہاں ایک بھی مسلمان دیکھنے کو نہیں ملتا۔<sup>(۶۸)</sup>

فقہاء نے اس پر مفصل بحث کی ہے اور صحابہ کرامؓ کے دور کی امثال کو سامنے رکھ کر یہ بتایا کہ مسلمان کسی غیر مسلم معاشرے میں عارضی یا مستقل کیسے جائیں؟ اگر جائیں تو یہ عزم کریں کہ وہاں دین کا پیغام عام کریں گے اور خود بھی بطور مسلم کے زندگی گزاریں گے تو وہاں کے معاشرے میں بسہولت ایک مسلم معاشرے کی تشکیل کے عظیم الشان کام کا آغاز کر سکتے ہیں۔<sup>(۶۹)</sup> اللہ کی کتاب اور اس کی عطا کردہ حکمت کے ذریعے ہی ملت کا اعتبار قائم ہو سکتا ہے علم و حکمت کے ذریعے دو قسم کی کامیابیاں ہیں ایک انعام سے مسلمانوں کی زندگی میں جمال اور پاکیزگی کی شان پیدا ہوتی ہے اور دوسرے انعام سے جلال اور دنیوی شکوہ حاصل ہوتا ہے۔<sup>(۷۰)</sup>

ڈاکٹر غازی کے مطابق اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کی کشمکش بظاہر حوصلہ شکن معلوم ہوتی ہے لگتا ہے کہ شاید مستقل کی لگائیں مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹ چکی ہیں مگر بطور جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے اس پوری کشمکش کے دوران مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ عامۃ الناس کی بہت بڑی تعداد نہ صرف پر امید رہی ہے بلکہ ان مصائب و تکالیف کے سمندروں سے گزرنے کے نتیجے میں ان کا ایمان پہلے سے قوی تر ہوا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی ایک بہت بڑی تعداد از سر نو اسلامی شریعت پر ایمان اور شریعت کے از سر نو نفاذ کے لیے اپنے عزم میں کسی بھی دوسرے پر جوش مخلص مسلمان سے کم نہیں ہے<sup>(۷۱)</sup> ڈاکٹر غازی علامہ اقبال کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آج دنیا میں نقش نو کی ضرورت ہے اس لیے کہ جینوں کے کفن چوروں سے کسی بہتری کی امید نہیں۔ جینوں میں سوائے کروفن کے اور کیا ہے۔<sup>(۷۲)</sup> ڈاکٹر غازی مسلمانوں کو از سر نو معاشرے اور امت مسلمہ کی تجدید نو کی جانب ابھارتے ہوئے لکھتے ہیں:

“To set priorities for restructuring of muslim society and institutions today, muslim have to be guided by a more profound understanding of both scriptural foundations of Islam relevant to

politics and statecraft as well as the contemporary political and constitutional paradigm.”<sup>(۷۳)</sup>

گویا آج اسلامی معاشرے کی تشکیل نو اور تعمیر نو کی ضرورت ہے جس تعمیر کی بنیادیں شریعت الاسلامیہ پر ہوں ساتھ ہی ساتھ عصری، سیاسی، اور ادارتی پہلوؤں کو بھی ساتھ لے کر چلا جائے۔ ڈاکٹر غازی فی زمانہ تہذیبوں کے تصادم کا حل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج بین الاقوامی طور پر تہذیبوں کے درمیان مکالمے کی ضرورت ہے تاکہ اس خلیج کو پار کر کے امت مسلمہ اپنے پیش آئندہ مسائل کا حل نکال سکے۔

"ولا يمكن إنقاذ البشرية من هذا المصير إلا عن طريق الحوار السلمي المستمر بين الحضارات واتباع الديانات كما لا يمكن معالجة كثير من المشكلات والقضايا التي تواجهها الإنسانية بأسرها إلا عن طريق حوار يتمتع بالحرية والمساواة بين المتحاورين. فالحوار هو السبيل الوحيد للتعاون بين الحضارات والتعايش الاجتماعي والاقتصادي والمساهمة في السلام العالمي والإسهام في حل الإشكاليات العالمية"<sup>(۷۴)</sup>

گویا ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق سماجی اقتصادی اور بقائے باہمی نیز دنیا میں قیام امن صرف پر امن مذاکرات سے ہی ممکن ہیں۔ مسلم ممالک دیگر اقوام عالم کے ساتھ ان مسائل کا حل تلاش کریں تہذیبوں اور مذاہب کے درمیان کشمکش کا حل محض برابری کی سطح پر مذاکرات سے ہی ممکن ہے۔ نیز امت مسلمہ عالمی مسائل کے حل کے لیے اپنا خصوصی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔  
حاصل کلام:

تہذیبوں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر تہذیب اپنے زمانہ عروج میں ترقی کی حدوں کو پالینے کی خوش فہمی میں مبتلا رہی وہ سمیری تہذیب ہو یا مصری۔ فونٹقی تہذیب ہو یا یونانی، ایرانی تہذیب ہو یا بازنطینی ہر اک نے اپنے زمانہ عروج میں لازوال ہونے کا دعویٰ کیا۔ (زوال روس) کے بعد مغربی تہذیب کے مفکر فوکویاما کے نظریہ اختتام تاریخ کے مطابق روس کا زوال دراصل جمہوریت لبرل ازم، سرمایہ داری اور سیکولر ازم کی فتح ہے۔ اشتراکیت اپنی توانائی کھو چکا اب مغرب نے فطرت کو تسخیر کر لیا اپنی ذہنی صلاحیتوں کی بناء پر سائنس اور ٹیکنالوجی کی بلندیوں کو چھو لیا ان کے مقابلہ میں کوئی اور تہذیب و تمدن باقی نہیں لہذا اب تاریخ کا خاتمہ ہو گیا مگر یہ نظریہ خود اہل مغرب نے مسترد کر دیا۔ آج دنیائے اسلام کی بقاء، اسلام تہذیب کا تسلسل اور اسلامی ثقافت کا تحفظ جس چیز کا تقاضا کرتا ہے وہ اسلامی شریعت کی حکمت اور مقاصد کا صحیح منہج ہے ان مقاصد اور حکمتوں کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں یا پیدا کی جا رہی ہیں یا مختلف اسباب سے مسلمانوں کے ذہنوں میں جنم لے رہی ہیں ان کی تردید و وضاحت کی جائے مستقبل کے لیے ایسا لائحہ عمل تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس کی روشنی میں مسلمان اسلامی شریعت اور تقاضوں کے تحت زندگی بسر کر سکیں انفرادی و اجتماعی زندگی نیز بین الاقوامی تعلقات کو بھی منظم و منضبط کرنے کی ضرورت ہے۔

تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ، تصادم اور مفاہمت عصر حاضر کا اہم ترین مسئلہ ہے بلاشبہ موجودہ کشمکش میں اسلام وقت کی کسوٹی پر ہے دنیائے اسلام کو اپنی کلیدی اقدار کی شناخت اور از سر نو نعین، دنیا میں اپنے مناسب مقام کے حصول کی جدوجہد اور اس کے ساتھ ساتھ مغرب اور اسلام کے تقابلی مطالعہ اور موازنے کے متعلق سنگین چیلنج کا سامنا ہے کیونکہ بعض مغربی دانشوروں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد اب مغرب کا اگلا نظریاتی چیلنج اسلام ہے۔ چنانچہ لازم ہے کہ ان دونوں تہذیبوں کے حقیقی عناصر کو اس طرح واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو یہ تہذیبیں اپنی انفرادیت برقرار رکھیں دوسری طرف ہر قسم کی غلط فہمیوں سے نکل کر امن و محبت، باہمی رواداری، بقائے باہمی، انسانی حقوق کی بالادستی، بین المذاہب امن اور تہذیبی سنگم کی طرف لوٹ آئیں۔

## تجاویز و سفارشات:

- مغربی افکار و نظریات سے قطعاً مرعوب نہ ہو جائے۔ مغربی افکار و نظریات کو پرکھنے میں معتدل راستہ اپنانے کی ضرورت ہے۔
- مغربی افکار اور فلسفہ مغرب اور ان کے نظریات کا باریک بینی اور دقت نظری سے مطالعہ کیا جائے مغربی تہذیب کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کر کے اسلامی تصورات اور اسلامی تہذیب کی برتری کو واضح کیا جائے۔
- جدید اسلامی فکر کی تاریخ اور مغرب کی تاریخ کا سنجیدہ، عمیق آزادانہ اور ناقدانہ مطالعہ کیا جائے۔
- عملی سفارشات کے ضمن میں ڈاکٹر غازی کے نقطہ نظر تھا کہ مسلمانوں میں دو چیزیں نہیں ہونی چاہیں ۱۔ مغرب کا رعب ۲۔ مغرب کا خوف۔ لہذا ان سے حتی الوسع بچنے کی ضرورت ہے۔
- مسلمانوں اپنی بنیادی اقدار کے بارے میں تعلق اور حمیت کارویہ اپنائیں کیونکہ مغرب جس رواداری کا مبلغ ہوتا ہے اس کے اساسی تصورات، سیکولرزم، سوشل ڈیموکریسی کی وقتی اور سیاسی اور مالی مصلحتوں پر مبنی ہیں۔

## قول فیصل:

ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق جدید یورپی تہذیب و تمدن کے سلسلہ میں رد عمل کے طور پر کچھ اس سے متعدی مریض کی طرح دور رہنا چاہتے ہیں کچھ اس میں گم ہونا چاہتے ہیں بعض ایسے ہیں جو ابھی تک کچھ فیصلہ نہیں کر سکے۔ مُذَبِّدَيْنَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هُوَ لَا وَلَا إِلَى هُوَ لَا ۚ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ سَبِيلاً۔ مگر صحیح رویہ بحیثیت مسلمان یہ ہے کہ ہم ہر چیز کو اپنے اصولوں پر جانچ لیں صحیح کو قبول اور سقیم کو رد کر دیں۔

## حوالہ جات

۱. سید احمد، دہلوی، مولوی، فرہنگ آصفیہ، اردو سائنس بورڈ، وفاقی وزارت تعلیم، ۱۹۹۹ پر مال، لاہور، ج ۱، ص: ۶۳۳
۲. فتح پوری، فرمان علی، رافع اللغات، الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۲۳۸
۳. لویین معلوف، المنجد، (مترجم: بلیاوی)، لاہور، ص: ۱۱۲۲
4. Wellerstien, Inn anvel, Geopoliticis and geoculture, Camrige press, 1992, P:215
۵. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اسلامی ریاست عصر حاضر میں، فکر و نظر، ج ۱، شماره ۲، ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد، اگست ۱۹۳۸ء، ص: ۱۳
۶. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۳
۷. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، ”فقہ المقاصد“ اسلامی شریعت مقاصد و حکمت کے موضوع پر لیکچر دیا جسے سید متین احمد شاہ صاحب، ریسرچ ایسوسی ایٹ، اسلامک انسٹیٹیوٹ اسلام آباد نے مرتب کیا۔
۸. اسلامی شریعت مقاصد و حکمت، ص: ۱۷-۱۸
۹. محاضرات سیرت، ص: ۲۶
۱۰. محاضرات سیرت، ص: ۲۹
۱۱. ایضاً، ص: ۳۰
۱۲. عصر حاضر اور شریعت اسلام، ص: ۱۴۰
۱۳. الانبیاء، ۲۱: ۱۶
۱۴. بنی اسرائیل، ۱: ۷۰

۱۵. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اہمیت الحواریین الحضارات فی تحقیق السلام العالمی، ص: ۴
۱۶. «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» (احمد بن حنبل، المسند، ۴ / ۱۷۳، رقم الحدیث: ۱۲۸۳۲)
۱۸. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۴
۱۹. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، یورپ پر اسلامی تمدن و ثقافت کے اثرات، فکر و نظر، اسلام آباد، نومبر ۱۹۷۰ء، ص: ۳۴۰
۲۰. غازی، محمود احمد، مسلم معاشرے پر سیکولر ازم، البرہان، لاہور، اگست ۲۰۱۲ء، ص: ۲۶
۲۱. محاضرات سیرت، ص: ۳۳
۲۲. اسلامی شریعت مقاصد اور حکمت، ص: ۲۲

### 23. Speech of Ghazi in Kazakistan 2006

۲۴. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اہمیت الحواریین الحضارات فی تحقیق السلام العالمی، ص: ۵
۲۵. محاضرات سیرت، ص: ۴۵
۲۶. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی، الفیصل نشران و تاجران، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۷۹
۲۷. ایضاً، ص: ۳۸۱
۲۸. محاضرات سیرت، ص: ۴۵
۲۹. عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص: ۱۶۳-۱۶۴
۳۰. الحدید ۵: ۵۷
۳۱. اسلامی شریعت مقاصد و حکمت، ص: ۳۲
۳۲. الحج ۲۲: ۷۸
۳۳. شبلی نعمانی، مولانا، شعر العجم، ۱/۱
۳۴. محاضرات سیرت، ص: ۴۳
۳۵. اسلامی ریاست عصر حاضر میں، ماہنامہ فکر و نظر، ستمبر ۱۹۸۳ء، ص: ۱۵-۱۶
۳۶. ملاحظہ ہو تفصیل جتہ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، چھٹی بحث، باب: ۲۱

### 37. speech in Kazakistan by Dr. Mamood Ghazi , vice president of International Islamic university of Pakistan 11 sep 2006

۳۸. عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص: ۳۲۹
۳۹. تفصیل ملاحظہ ہو، ڈاکٹر پکھتیاں، Islamic Culture
۴۰. محاضرات سیرت، ص: ۴۶
۴۱. غازی، محمود احمد، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۵-۳۶
۴۲. غازی، محمود احمد، مسلم معاشرے پر سیکولر ازم فکر کے اثرات، ص: ۲۶
۴۳. غازی، محمود احمد، اسلام کا قانون بین الممالک، ص: ۳۹۲
۴۴. ایضاً
۴۵. عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص: ۱۶۴
۴۶. محمود احمد غازی، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۴
۴۷. غازی، محمود احمد، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۶

۴۸. یزدانی، خواجہ حمید، ڈاکٹر، شرح ضرب کلیم، نیاز احمد سنگ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۶۹
۴۹. غازی، محمود احمد، اسلام کا قانون بین الممالک، خطبات بہاد پور (۲)، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، ۱۹۹۷ء، ص: ۳۷۶
۵۰. غازی، محمود احمد، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۸-۳۹
۵۱. عبد القیوم، حافظ، اسلام اور مغربی تہذیب کا تقابلی مطالعہ (ڈاکٹر محمود احمد غازی کے افکار کی روشنی میں)، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، جون ۲۰۱۳ء، ۶/۱۳۰-۱۳۱
۵۲. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ غازی محمود احمد، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۰
۵۳. علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، بانگ درا، ص: ۲۷۴
۵۴. غازی، محمود احمد، مسلم معاشرے پر سیکولر ازم کے اثرات، ماہنامہ البرہان، اگست ۲۰۱۲ء، ص: ۲۸
۵۵. غازی، محمود احمد، یورپ پر اسلامی تمدن و ثقافت کے اثرات، ص: ۳۲۱-۳۲۳
۵۶. گتساؤلی بان، تمدن عرب، ص: ۵۱۹
۵۷. غازی محمود احمد، یورپ پر اسلامی تمدن و ثقافت کے اثرات، ص: ۳۳۸
۵۸. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، مضمون ماہنامہ دعوت اسلام آباد، نومبر ۲۰۰۲ء، دعوت اکیدی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص: ۲۴
۵۹. اسلامی شریعت مقاصد و حکمت، ص: ۸۱
۶۰. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، مسلم معاشرے میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش، ماہنامہ البرہان، ص: ۲۵-۲۶

## 61. Speech of Ghazi in Kazakistan 2006

۶۲. غازی، محمود احمد، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۲۳-۲۴
۶۳. غازی، محمود احمد، مقدمہ عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص: ۷۱
۶۴. آل عمران ۱۱۰:۳
۶۵. غازی، محمود احمد، مسلم معاشرے پر سیکولر ازم کے اثرات، البرہان، اگست ۲۰۱۲ء، ص: ۲۰
۶۶. غازی، محمود احمد، اسلام کا قانون بین الممالک، خطبات بہاد پوری، ص: ۲۰۵
۶۷. اسلام کا قانون بین الممالک، ص: ۲۰۵-۲۰۶
۶۸. غازی، محمود احمد، مسلم معاشرے پر سیکولر ازم کے اثرات، البرہان، ص: ۳۷
۶۹. ایضاً، ص: ۳۰
۷۰. محمود احمد غازی، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص: ۳۶

## 71. Dr. Mamood Ghazi, the Islamic state in the contemporary International scenario policy perspective vol.

4, No. 2, P: 1

۷۲. غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اہمیت الحواریین الحضارات فی تحقیق السلام العالمي، رابطة العالم الإسلامي، المؤتمر الإسلامي العالمي للحوار، مکہ المکرمہ، ۱۴۲۹ھ، ص: ۳